بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عذابِ قبر قسط (۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جماعت المسلمین کی دعوت

ہمارا حاکم	صرف ایک	یعنی:	اللہ تبارک وتعالےٰ	.. اللہ کے سوا کوئی نہیں
ہمارا امام	صرف ایک	یعنی:	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	.. فرقہ وارانہ امام نہیں
ہمارا دین	صرف ایک	یعنی:	اللہ کا پسند کردہ دین اسلام	.. فرقہ وارانہ مذہب نہیں
ہمارا نام	صرف ایک	یعنی:	اللہ کا رکھا ہوا نام مسلمین	.. فرقہ وارانہ نام نہیں
بنیادِ محبت	صرف ایک	یعنی:	اللہ تعالےٰ سے تعلق	.. دنیوی تعلقات نہیں
وجہِ افتخار	صرف ایک	یعنی:	ایمان باللہ العظیم	.. وطن اور زبان نہیں

اگر آپ ہماری اس دعوت سے متفق ہیں تو ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں۔
تعارفی پمفلٹ مفت طلب فرمائیں۔

جماعت المسلمین

مسجد المسلمین۔ کوثر نیازی کالونی۔ نارتھ ناظم آباد، بلاک جی، کراچی ۳۳

جماعت المسلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عذابِ قبر کا انکار قیامت کی نشانیوں میں سے ہے

قارئینِ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت برپا ہونے سے پہلے کچھ ایسی متعدد احادیث پیش کی ہیں جس سے قیامت کا قُرب بہت قریب معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

الا إنی اوتیتُ القرآن ومثلہ معہٗ الا یُوشک

خبردار ہو جاؤ مجھے قرآن مجید دیا گیا ہے اور اُسی کے مثل

رجلُ شعبانُ علی اریکته
یقول علیکم بهذا القرآن
فما وجدتم فیه من حلالٍ
فأحلوه وما وجدتم فیه
من حرام فحرّموه۔ وانّ
ما حرّم رسول الله صلّی الله
علیه وسلّم کما حرّم الله
(رواه ابوداؤد
والدارمی وابن ماجه مشکوٰة
وسنده صحیح ۱/۵۷)

اور لعینی احادیث۔ خبردار
ہو جاؤ کوئی شخص شکم سیر
تکیہ سہارا لگائے ہوئے بیٹھا
ہوگا۔ وہ کہے گا تم کو یہ قرآن
کافی ہے۔ جس چیز کو تم اس
قرآن میں حلال پاؤ پس اُسے
حلال سمجھو اور جس چیز کو
تم اس قرآن میں حرام پاؤ
پس اس کو حرام سمجھو حالانکہ
جس چیز کو رسول اللہ صلّی اللہ
علیہ وسلّم نے حرام کیا ہے
وہ ایسا ہے جیسے اللہ
تبارک وتعالیٰ نے حرام کیا ہے

قارئینِ کرام اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ

ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ لوگ احادیث کا انکار کرینگے اور وہ زمانہ موجود ہے۔ لوگ قرآن کو تسلیم کرتے ہیں اور احادیث کا انکار کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں۔

لکلّ امّۃٍ مجوسٌ ومجوسُ امّتی الّذین یقولون لا قدر، ان مرضوا لا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم (رواہ ابوداؤد وسندہ صحیح بلوغ الامانی ۱/۱۴۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم لا تجالسوا اھل القدر ولا تفاتحوھم (بلوغ الامانی ۱/۱۴۲ و

ہر اُمّت کے مجوسی ہوتے ہیں۔ میری اُمّت کے مجوسی وہ ہوں گے جو کہیں گے کہ تقدیر کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر یہ لوگ بیمار ہوں تو عیادت نہ کرنا۔ اگر یہ مرجائیں (تو جنازے کی نماز) ادا نہ کرنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بھی فرمایا تقدیر کے (جھٹلانے) والوں کے

سندہ صحیح) منہاج صـ ۷۵۸) | پاس نہ بیٹھنا اور نہ ان کو سلام کرنا۔

مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ مکمّل طور پر دُور رہنا، عیادت نہ کرنا، سلام نہ کرنا یعنی ان سے مقاطعہ کرلینا۔ حالانکہ مندرجہ بالا اعمال کی بہت فضیلت ہے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مسلمین سے خطاب کیا۔

الا وان اناساً یقولون	خبردار ہو جاؤ کچھ لوگ (رجم
ما بال الرّجم ؟ فی کتاب اللہ	کا انکار کرتے ہوئے یہ کہے گئے)
الجلد وقد رجم رسول اللہ	کہ رجم کرنا کیا ہے؟ کتاب اللہ
صلی اللہ علیہ وسلّم	میں تو کوڑے مارنا ہے ؟
و رجمناہُ بعدہ	اور یقیناً رسول اللہ صلی اللہ
(التعلیقات احمد محمّد	علیہ وسلّم نے رجم کیا ہے
شاکر علی احمد ۱/۲۴۰	اور اُن کے بعد ہم نے (بھی)

صٓ ۱۹۷ واسنادہ صحیح) رجم کیا ہے۔ یعنی زانی کو
پتھر مار کر رجم کرنا۔

مطلب یہ ہے کہ "رجم" کے انکار کرنے والے لوگ بھی آئندہ آئیں گے۔ قارئینِ کرام ان احادیث سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ آئندہ زمانے میں کچھ لوگ صرف قرآن کو تسلیم کریں گے جو اس میں حلال ہے اُس کو حلال تسلیم کریں گے اور جو اس میں حرام ہے اس کو حرام تسلیم کریں گے۔ تقدیر کو جھٹلائیں گے۔ رجم کو جھٹلائیں گے"۔ قارئینِ کرام اسی طرح ایک زمانہ، وقت، دور ایسا آئے گا کہ لوگ عذابِ قبر کا بھی انکار کریں گے۔

حضرت عُمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مسلمین سے خطاب کیا اور کہا:

انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ بے شک یقیناً رسول اللہ

وسلّم قد رجم و رجمنا من
بعده الا وانه سیکون
من بعدکم قوم یکذّبون
بالرجم وبالدّجال وبالشفاعة
وبعذاب القبر وبقوم
یخرجون من النار بعد ما
امتحشوا (التعلیقات احمد
محمّد شاکر علی احمد
۲۲۳/۱ و ص۱۵۶ اسناده
صحیح ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے (زانی)
کو رجم کیا ہے اور اُن کے
بعد ہم نے (بھی) رجم کیا ہے
ہوشیار ہو جاؤ عنقریب
تمہارے بعد ایسے لوگ
آئیں گے جو رجم کو جھٹلائیں گے،
دجّال کو جھٹلائیں گے ،
شفاعت کو جھٹلائیں گے
اور عذابِ قبر کو جھٹلائیں گے
کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے
جن کو کوئلہ ہونے کے بعد
آگ سے نکال لیا جائے گا۔

قارئین کرام اس حدیث میں مزید تین باتیں
اور ملی جن کو جھٹلایا جائیگا یعنی دجّال، شفاعت اور

عذابِ قبر۔

حضرت عبداللہ بن حج داناج کہتے ہیں۔

شهدت انس بن مالك وقال له رجلٌ يا ابا حمزة انّ قوما يكذّبون بالشفاعة قال لا تجالسوهم، فقال له الرجلُ ان قوما يكذبون بعذاب القبر قال لا تجالسوهم (رواه ابن حجر المطالب العالية وسكت عليه البوصيري ۴/۳۶۴)

میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو کسی شخص نے کہا اے ابو حمزہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو شفاعت کو جھٹلاتے ہیں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انکے پاس مت بیٹھو۔ پھر اس شخص نے اُن سے کہا کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو عذابِ قبر کو (بھی) جھٹلاتے ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا تم ان کے پاس کبھی نہ

بیٹھو۔

قارئینِ کرام احادیث سے بالہدایت ثابت ہو گیا ہے کہ تقدیر، احادیث، رجم، دجّال، شفاعت اور عذابِ قبر کو جھٹلایا جائے گا۔ عذابِ قبر کو جھٹلانے والے خاص کر اُن احادیث پر غور کریں اور اپنے عقیدے کی اصلاح کریں۔ ہم یہ احادیث آپ تک پہنچا رہے ہیں۔ یہ سوال بھی ان کی طرف سے ہوتا ہے کہ جس آدمی کو شیر یا جانور کھا گیا جل گیا اس کی قبر کہاں ہوتی ہے۔ تو اس سلسلے میں بھی حدیث موجود ہے۔ مُلاحظہ کیجئے۔ درندہ یا پرندہ لاش کو کھا جائے تو اللہ اس کو جمع کرنے پر قادر ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :۔

لما کان یوم احد مّر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم	جب اُحد کا دن ہوا تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

لحمزة بن عبد المطلب
وقد جدع ومثل به
فقال لولا ان صفية
(فی نفسها) ترکته (حتی
تأکله العافية حتی
یحشره الله من بطون
الطير والسباع......
(رواه ابوداؤد ۳/۱۹۵
والترمذی ۳/۳۳۵ و
حسنه والحاکم فی مستدرکه
۱/۳۶۵-۳۶۶ صححه
هو والذهبی والبيهقی
۴/۱۱) واحمد ۳/۱۲۸)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ
کے (شہید) ہونے کے بعد
اُن کے پاس سے گزرے
جانور ان کے جسم کا کچھ
حصہ کھا گیا تھا اور اُن کے
کان اور ناک (کافروں نے)
کاٹ دیئے تھے۔ پھر
آپؐ نے فرمایا: اگر میری
(پھوپی) صفیہ اپنے دل
میں کچھ محسوس نہ کرتیں
تو میں ان کو چھوڑ دیتا
یہانتک کہ کوئی جانور انکو
کھا جاتا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ

پرندوں اور درندوں کے
پیٹ سے ان کو جمع کرلیتا۔

قارئینِ کرام مطلب یہ ہے کہ کسی اِنسان کو جانور کھا جائے، جل جائے، کوئلہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ ان تمام مواقعوں کے باوجود ہر انسان کو جمع بھی کرسکتا ہے اور قبر بھی دے سکتا ہے۔

لہٰذا اَب یہ اعتراض بھی فضُول ہے۔ بنابریں کچھ اور ایسی احادیث جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسی زمین کی قبر میں عذاب و ثواب ہوتا ہے۔

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم	نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم دو
انّہ مرّ بقبرین یعذّبان	ایسی قبروں پر سے گزرے
فقال انّھما یُعذّبان وما	جن پر عذاب ہو رہا تھا۔
یُعذّبان فی کبیر امّا احدھما	کہتے ہیں ان کو عذاب

فکان لا یستتر من البول
واما الآخر فکان یمشی
بالنمیمة ثم اخذ جریدة
رطبة فشقها بنصفین
ثم غرز فی کل قبر واحدة
فقالوا یارسول اللہ صلی اللہ
علیه وسلم لما صنعت
هذا؟ فقال لعله یخفف
عنهما مالم ییبسا (فتح الباری
شرح صحیح بخاری ۳/۲۲۳)

دیا جا رہا تھا اور کسی بڑی
بات پر عذاب نہیں ہو رہا
تھا۔ اُن میں سے ایک
پیشاب کی (چھینٹوں) سے
نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلخوری
کرتا پھرتا تھا۔ آپ ؐ نے ایک
سبز ٹہنی لی۔ اس کے دو
ٹکڑے کیے۔ پھر ہر قبر
پر ایک ٹہنی کو گاڑ دیا۔
صحابہ کرام رضی اللہ عنھم
نے کہا اے اللہ کے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے
ایسا کیوں کیا ہے؟ آپ ؐ نے
فرمایا ان دو قبروں میں عذاب

ہو رہا ہے۔ ہوسکتا ہے
جب تک یہ ٹہنیاں سُوکھ
نہ جائیں (اِن کے عذاب)
میں تخفیف کردی جائے۔

قارئینِ کرام اس حدیث سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ عذابِ قبر اسی دنیوی قبر میں ہوتا ہے۔ جس میں ہم اپنے ہاتھوں سے دفن کرتے ہیں۔ اتنی صاف حدیث کا انکار کرنا بڑی جرأت کی بات ہے اور قیامت کی نشانی ہے۔ اسی قسم کی ایک اور روایت (مسند احمد ۲۶۶/۵) پر بھی نقل کی ہے۔ جو ابو امامہؓ سے مروی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ کسی بڑی بات پر عذاب نہیں ہو رہا تھا، مطلب یہ ہے کہ لوگوں کا چغلخوری کرنا، غیبت کرنا آج کل عام مشغلہ بن گیا ہے

آپ خود دیکھیں گے کہ لوگ اس فعل میں کثرت سے دکھائی دیتے ہیں۔ پیشاب کرنا۔ پھر اس کو نہ دھونا۔ پیشاب کیا اور بس ایسے ہی کھڑے ہو گئے یا کھڑے کھڑے پیشاب کیا اور چل دیئے یعنی آج کل لوگ ان چیزوں کو اہمیت نہیں دیتے ہیں۔اس لیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بڑی بات پر عذاب نہیں ہو رہا ہے بلکہ چغلی اور پیشاب کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

مزید برآں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ اللہ کے رسول اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہر چیز یعنی عذابِ قبر اللہ تعالیٰ نے معجزے کے طور پر آپ کو سُنوا دیا۔ دکھا دیا۔غیر نبی سُن سکتا ہے اور نہ دیکھ سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی موقع پر فرمایا تھا:۔

ثم قال انّ هٰذہ القبور	آپؐ نے فرمایا: یہ قبریں قبر
مملوءۃٌ ظلمۃً علی اھلھا و	والے پر اندھیروں سے بھری
انّ اللہ ینوّرھا علیھم	ہوتی ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ
بصلاتی (فتح الباری	میری نماز (پڑھانے کی برکت)
شرح صحیح بخاری ۳/	سے ان کو منوّر کر دیتا ہے۔

۴۴۸)

مطلب یہ ہے کہ قبروں میں اندھیرا ہے روشنی نہیں ہے تو مجھ سے نمازِ جنازہ پڑھوالیا کرو۔ میری نماز پڑھانے کی وجہ سے روشنی ہو جاتی ہے۔ یہ الفاظ اُن صحابی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہے تھے جو مسجدِ نبوی کی خدمت کرتے تھے۔ (صحیحنیں)

ایک روایت صحیح مسلم میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

انی مررتُ بقبرین یعذبان	میں دو ایسی قبروں کے پاس

فاحببتُ بشفاعتی ان	سے گزرا جن پر عذاب ہو رہا
لرفة عنهما مادام العصنان	تھا۔ میں نے چاہا کہ میری
(صحیح مسلم باب حدیث	شفاعت کی (برکت سے)
جابر الطویل)	جب تک یہ ٹہنیاں سُوکھ
	نہیں جاتی ہیں ممکن ہے
	کہ اللہ تعالیٰ (ان کے عذاب
	میں آسانی کردے کمی کردے

قارئینِ کرام ہم اسی ارضی قبر میں دفن کرتے ہیں اسی لئے آپ نے دونوں قبروں پر ٹہنیاں گاڑھ دیں اسی ارضی قبر کے اندھیرے کا ذکر کیا ہے کہ میری نماز پڑھنے کی برکت سے، میری شفاعت کی برکت سے اس دنیوی قبر میں روشنی ہو جاتی ہے۔

یہودیوں کا عقیدہ

حضرت عائشہ طاہرہ مطہرہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔

ایک یہودیہ عورت نے میرے دروازے پر آکر بھیک مانگی کہ مجھے کھانا کھلا۔

اعاذکم اللہ من فتنۃ الدجال ومن فتنۃ عذاب قبر قالت فلم ازل احبسها حتی جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما تقول ھذہ الیھودیۃ قال وما تقول قلت تقول اعاذکم اللہ من فتنۃ الدجال ومن فتنۃ عذاب قبر قالت عائشۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ تمہیں دجال کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب کے فتنہ سے بچائے میں نے اس یہودیہ کو روکے رکھا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ پھر کہتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس یہودیہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہا یہ کہتی ہیں اللہ تمہیں دجال کے فتنہ سے اور

وسلم ورفع يديه مدّاً
يستعيذ بالله من فتنة
الدّجّال ومن فتنة
عذاب قبر.....
(مجمع الزوائد
۳/۴۸ ورواه احمد وسنده
صحیح یہ حدیث صحیح مسلم
میں بھی ہے۔)

قبر کے عذاب کے فتنہ
سے بچائے؟ حضرت عائشہ
صدّیقہ رضی اللہ عنہا کہتی
ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: اور آپ نے
اپنے ہاتھ دراز کر لئے اور
اللہ تبارک وتعالیٰ سے
دجّال کے فتنہ سے اور قبر
کے عذاب کے فتنہ سے
پناہ طلب کرنے لگے۔

منجملہ اور باتوں کے آپ نے اسی حدیث
میں فرمایا:

وعليه متّ وعليه تُبعثُ
انشاء الله (حوالہ مذکور)

تو اسی (عقیدہ) پر فوت
ہوا اور اسی (عقیدے) پر

(قبر) سے اُٹھایا جائیگا۔

مطلب یہ ہے کہ قبر میں سوال وجواب کے بعد مومن یا مسلم سے کہیں گے :۔

علیٰ ذٰلك عشت وعلیه	کہ تو نے اسی (عقیدے)
متّ وعلیه تبعثُ...	پر زندگی گزاری اور اسی
رواہ احمد و روی الطبرانی	(عقیدے پر فوت ہوا۔ اور اسی (قبر)
منه الطبرانی الکبیر	سے اُٹھایا جائے گا۔
ورجال احمد رجال	
الصحیح ولجمع الزوائد	
۳/ ۵۱ واسناده حسن)	

دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں :۔

فیقال له صدقت وعلیٰ	اس سے کہا جائیگا تو نے
هذا حیینت وعلیٰ هٰذا	سچ کہا، تو اسی (عقیدے)
متّ وعلیه تبعث انشاءالله	پر زندہ رہا اور اسی (عقیدے)

(رواہ الطبرانی فی الاوسط واسنادہ حسن مجمع الزوائد ۳/۵۲)

پر مرا اور اسی (عقیدے) پر تو انشاء اللہ دوبارہ اُٹھایا جائے گا۔

مطلب یہ ہے کہ کافروں کا بھی ان احادیث پر ایمان ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبر میں زندہ ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے (صحیح بخاری)

انبیآء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانبیآء احیاءٌ فی قبورھم یصلون (رواہ ابو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: انبیآء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں

اس حال میں کہ وہ نماز ادا کرتے رہتے ہیں۔

یعلی ۱۴۸/۶ و اسنادہ صحیح، مجمع الزوائد ۲۱۱/۸)
اخرجه البیهقی فی حیاۃ الانبیاء
ص۳ مسند بزار، ابن عساکر
و ابن عدی امام بیہقی
اور امام ابویعلی نے
ایک اور سند بھی پیش کی ہے
اور وہ سند جیّد ہے۔

مزید برآں انبیاء علیہم السّلام کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی ہے:

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: جمعہ کا دن تمہارے تمام دنوں میں سب سے افضل ہے۔ کیونکہ جمعہ کے دن

اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، اُسی دن اُن کی رُوح قبض کی، اسی دن صُور پھونکا جائے گا اور اسی دن لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔

فاکثروا من الصلوٰة علیَّ فیہ فانّ صلاتکم یوم الجمعة معروضة علیَّ قالوا وکیف تُعرض صلاتنا علیکَ وقد ارمتَ ای بلیتَ فقال انّ اللہ عزّوجلّ وعلا حرّم علی الارض ان تأکل اَجسامَنا. (رواہ ابوداوُد والنسائی وابن ماجہ وابن حبان فی صحیحہ والترغیب والرھیب	تو پھر تم جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے دُرود بھیجا کرو۔ کیونکہ تمہارا دُرود جمعہ کے دن مجھ پر پیش کیا جاتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا (اے اللہ کے رسول) ہمارا دُرود آپ پر کس طرح پیش کیا جائے گا جبکہ آپکے (جسم) کو مٹی نے کھالیا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: بے شک اللہ عزّوجلّ نے زمین پر حرام کردیا

۱/۴۳۰ والدارمی والبیهقی فی الدعوات الکبیر وانساده صحیح وقد صححه جماعة)

ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسم کو کھائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی قبر کے پاس ایک فرشتہ مقرّر ہے

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:۔

اکثروا الصلوٰة علیّ فانّ اللہ وکل بی ملکا عند قبری فاذا صلی علیّ رجلٌ من اُمّتی قال لی ذٰلک الملک یا محمدّ انّ فلان بن فلان صلیّ علیک الساعة (رواہ الدیلمی و

آپؐ فرماتے ہیں: مجھ پر کثرت سے دُرود بھیجا کرو بے شک اللہ تعالیٰ نے میری قبر کے پاس ایک فرشتہ مقرّر کر دیا ہے۔ پھر جب کوئی شخص میری اُمّت کا دُرود بھیجتا ہے۔ تو وہ فرشتہ

الحدیث قال السخاوی
فی القول البدیع (ص۱۱۷)
دیلمی کی روایت میں ضُعف
ہے مگر عمار بن یاسر کی حدیث
متابعت کرتی ہے۔ رواہ
ابوالشیخ، ابن حبان و
ابو قاسم نیبی ......
والطبرانی فی الکبیر...
الصحیحہ للالبانی ۴/۴۴)

مجھ سے کہتا ہے۔ اے محمدؐ
(صلی اللہ علیہ وسلم) فلاں
بن فلاں نے اس وقت
آپ پر دُرود بھیجا ہے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے جو الفاظ
روایت کئے ہیں وہ درج ذیل ہیں :-

انّ للہ ملکا اعطا اسماع
الخلائق فھو قائم علی
قبری اذا مت فلیس

بے شک اللہ تعالیٰ کا
ایک فرشتہ ہے۔ اللہ نے
اس فرشتہ کو مخلوق کی

احدٌ یصلی علیّ صلوٰۃً
الا قال : یا محمد صلّی
علیك فلان بن فلان
قال فیصلی الرب تبارك
وتعالیٰ علی ذٰلك بكل
واحدۃ عشرًا (حوالہ مذکور)

سماعت دے دی ہے۔
وہ میری قبر کے پاس
کھڑا ہے۔ جب سے
میں فوت ہوا ہوں ۔
نہیں ہے کوئی جو مجھ پر
دُرود بھیجتا ہے مگر وہ
فرشتہ کہتا ہے اے محمدؐ
(صلی اللہ علیہ وسلم) فلاں
بن فلاں نے آپ پر دُرود
بھیجا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں:
رب تبارک وتعالیٰ اس
موقع پر (جو ایک مرتبہ
(دُرود بھیجتا ہے) (تو
اللہ) دس مرتبہ اس شخص

پر دُرود بھیجتا ہے۔

مُردے کو قبر سے ان کپڑوں میں کھڑا کیا جائیگا جن میں وہ فوت ہوا :

حضرت ابُوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں :

انّ المیّت تبعثُ فی ثیابه التی یموت فیها (اخرجه ابوداؤد وابن حبان والحاکم ۱/۳۴۰) صححه هو والذهبی ورواه البیهقی ۳/۳۸۴)	بے شک مُردہ (قبر سے) اُن ہی کپڑوں میں اُٹھایا جائے گا۔ جن کپڑوں میں وہ فوت ہوا تھا۔

آپؐ قبر میں سلام کا جواب دیتے ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں : رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں :-

مامن احد یسلّم علیّ الا ردّ اللّٰه علیّ رُوحی حتی اردّ علیه السّلام (رواه ابوداؤد والبیهقی ٥/٢٤٥ واحمد ٢/٢٢٧ والطبرانی فی الاوسط ....(الفتح ٦/٢٧٩ ورجاله ثقات) اما النووی فقال فی الریاض اسناده صحیح) وقال الحافظ العراقی فی تخریج الاحیاء ١/٢٧٩ سنده جید - ووافقه المنادي فی التیسر)

نہیں ہے کوئی جو مجھے سلام کرتا ہے مگر یہ کہ اللہ میری رُوح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو سلام کا جواب دیتا ہوں۔

(الصحیحہ ۲۲۶۶ للالبانی)

قبر پر نہ بیٹھئے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لان اجلس علی جمرۃ فتحرقُ مادون لحمی حتی تفضی الیّ احبّ الیّ من ان اجلس علی قبر (فتح الباری شرح صحیح بخاری وصلہ مسدد واسنادہ صحیح و اخرجہ مسلم ۳/۲۲۴)	یہ کہ میں انگارے پر بیٹھ جاؤں۔ پھر وہ (انگارہ) میری ہڈی تک پہنچ کر مجھے جلادے حتیٰ کہ میرے نزدیک سے ہٹ جانا زیادہ بہتر ہے کہ میں قبر پر بیٹھا رہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

لا تجلسوا علی القبور ولا تصلوا الیھا (صحیح مسلم)	قبروں پر نہ بیٹھو اور اُن کی طرف ہو کر نماز ادا کرو۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

نہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الجلوس علی القبور (فتح الباری شرح صحیح بخاری ورجال اسنادہ ثقات)	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں :-

لا تقعدوا علی القبور (فتح الباری ۳/۲۲۴ وسندہ لا بأس)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبروں پر مت بیٹھو۔

ایک اور روایت میں ہے:-

رأنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا متکئ علی قبر فقال لا تؤذ صاحب	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا اس حال میں کہ میں قبر سے تکیہ لگائے ہوئے

القبر (فتح الباری شرح صحیح بخاری، اسنادہ صحیح)

ہوں۔ آپؐ نے فرمایا صاحب قبر کو تکلیف نہ دو۔

قارئین کرام یہ احادیث کس بات کا ثبوت پیش کر رہی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قبروں پر عذاب کی وجہ سے دو ٹہنیاں گاڑی، ان قبروں میں اندھیرا ہوتا ہے، یہ اندھیری قبریں ہیں، آپ کی نماز کی برکت سے روشنی ہو جاتی ہے، کافر بھی عذابِ قبر اسی دنیوی قبر میں تسلیم کرتے ہیں، انہی قبروں سے تم دوبارہ اُٹھائے جاؤ گے، انہی کپڑوں میں جن میں آدمی فوت ہو جاتا ہے، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ان ہی قبروں میں زندہ ہیں، نماز ادا کرتے ہیں، ایک فرشتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس مقرر ہے، اس کو مخلوق کی سماعت دے دی گئی ہے، انبیاء علیہم السلام کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی ہے،

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اُن کو سلام کرتا ہے آپ سلام کا جواب دیتے ہیں، آپ پر نام بنام جمعہ کے دُرود پیش کیا جاتا ہے، قبروں پر بیٹھنے سے منع فرمایا، صاحبِ قبر کو تکلیف ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ ہمیں قبروں کے متعلق پوری معلومات دی جا رہی ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں میں تمہیں عذابِ قبر سنوا دیتا لیکن ڈر اس بات کا ہے کہ تم اس زمین میں مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے۔

لیکن قارئینِ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عذابِ قبر کو جھٹلانے کی وجہ یہ بھی بتائی ہے کہ

(۱) تقدیر کا جھٹلانا

(۲) احادیث کا انکار کرنا

(۳) شفاعت کا جھٹلانا

(۴) دجّال کا جھٹلانا

(۵) عذابِ قبر کا جھٹلانا وغیرہ وغیرہ یہ سب قربِ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے اور کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی ہے تو یہ باتیں ضرور وقوع پذیر ہوں گی۔

بنا بریں عذابِ قبر کو جھٹلانے والے کہیں گے ہم تو عذابِ قبر تسلیم کرتے ہیں مگر برزخ میں۔ یہ سب کچھ برزخ میں ہو رہا ہے یعنی تأویل کر کے برزخ کا بہانہ بنا کر عذابِ قبر کا انکار کیا جا رہا ہے۔

برزخ کے مسئلہ پر جناب سید مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ذہن پرستی اور تقریباً تین اقساط پر مشتمل پمفلٹ لکھ کر ثابت کر دیا ہے کہ برزخ پردے کو کہتے ہیں۔ جب ہم مردے کو دفن کرتے ہیں۔ اس پر مٹی ڈال دیتے ہیں مردہ اَب بند ہو گیا ہے۔ اس کا ہم سے تعلق ختم ہو گیا ہے۔ اس کے حروف اصلی (ب ر ز) ہیں۔ اسی باب

میں "برزخ" ملے گا جس کے معنی ہیں دو چیزوں کے درمیان کی روک - آڑ - دنیا اور آخرت کے درمیان موت سے قیامت تک کا وقت (المنجد صہ ۸۲)

قارئینِ کرام جو معنی لُغت میں دیئے گئے ہیں قرآن مجید میں یہی معنی نکلتے ہیں - اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

یَعلیّٓ اَعمَلُ صالحاً فیمَا ترکتُ کلّاَ اِنّھَا کلِمَۃٌ ھُوَ قَائِلُھَا وَمِنْ وَرَائِھِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمٍ یُبْعَثُوْنَ ٥ (مومنون ۱۰۰)	تاکہ جس (دنیا) کو میں چھوڑ کر آیا ہوں (اس میں جا کر اَب نیک عمل کروں، (لیکن وہ) ہرگز نہیں (کرے گا) یہ تو بس ایک بات ہے جو (یونہی) اس کے مُنہ سے نِکل رہی ہے - (جن کو موت آگئی

وہ دنیا میں دوبارہ نہیں آسکتے اب تو) اس دن
تک کے لئے جس دن وہ اُٹھائے جائیں گے

اُن کے پردہ پڑا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وھوالّذی مرج البحرین ھذا عذبٌ فراتٌ وھٰذا ملح اجاجٌ وجعل بینھما برزخًا وحجرًا محجورًا (فرقان ۵۳)

(اے رسول) اور وہی ہے جس نے دو سمندروں کو ملا دیا۔ ایک کا پانی میٹھا ہے اور پیاس بجھانے والا ہے اور دوسرے کا پانی نمکین اور بے حد کھارا ہے اور اسی نے ان دونوں کے درمیان ایک پردہ اور ایک آڑ بنا دی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

بینھما برزخٌ لا یبغیٰن ۝ اُن دونوں کے درمیان
(الرحمٰن ۲۰) پردہ ہے جو ایک دوسرے
سے خلط ملط نہیں ہوتے۔

قارئینِ کرام قرآن مجید میں صرف تین جگہ لفظ "برزخ" آیا ہے۔ اُن آیات میں بھی یہی معنی کئے گئے ہیں کہ آڑ پردہ، روک درمیان کا وقفہ کا ترجمہ کیا گیا ہے اور یہی مطلب مُردے کو دفن کرنے کا ہے۔ جب مُردے کو دفن کر دیا جاتا ہے مطلب اُتار دیا جاتا ہے اس کے اُوپر مٹی ڈال دی جاتی ہے یہی چیز "برزخ" ہے۔

قارئینِ کرام ہم اس پر ایمان لاتے ہیں کہ اب برزخ میں کیا ہو رہا ہے۔ قبر کی زندگی کیا۔ رُوح کسطرح قبر میں رہتی ہے اور کس طرح وہ گھومتی پھرتی ہے۔ بنا بریں قبر ہی بے عمل حضرات کے لئے دوزخ کا گھڑا

ہے اور مومن و مُسلم کے لئے قبر ہی جنّت کا باغ ہے

(رواہ الترمذی وحسنہ وابن حبان فی صحیحہ)

قبروں میں صبح و شام اہلِ جنّت کو جنّت دکھائی جاتی ہے اور اہلِ دوزخ کو دوزخ دکھائی جاتی ہے۔ (صحیحین)

اِن احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر میں وہ روز زندہ ہوتے ہیں اور پھر روز مرجاتے ہیں وہ کیا کرتے ہیں۔ کہاں جاتے ہیں۔ ہمیں جو کچھ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہم سے فرمادیا ہے بس ہم اتنا ہی جانتے ہیں اور ایمان لاتے ہیں اور اسکی کیفیات کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیتے ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما نے بیان کی ہے میں خود نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس موجود نہ تھا۔ کہتے ہیں :-

بینما النّبی صلّی الله علیه
وسلّم فی حائط لنبی النجار
علی بغلة له ونحن معه
اذ حادت به فکادت
تلقیه واذا اقبرٌ ستةٌ
اوخمسة اواربعة قال
کذا.... فقال
من یعرف اصحاب هذه
الاقبر فقال رجلٌ انا قال
فمتی مات هؤلاء قال
ماتوا فی الاشراك فقال
انّ هذه الامة تُبتلی
فی قبورها فلا لا ان لا
تدافنوا الدعوتُ الله

اس حال میں کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلّم بنو نجار کے کسی
باغ میں اپنی سواری پر
سوار چلے جا رہے تھے اور
ہم آپ کے ساتھ تھے۔ کیا
دیکھتے کہ آپؐ کا خچر بدکا
تیز تیز چلنے لگا قریب تھا
کہ آپؐ سواری سے گر جاتے
پھر کیا دیکھتے ہیں کہ چھ یا
پانچ یا چار قبریں ہیں۔
آپ نے فرمایا یہ کیسی
(قبریں) ہیں۔ پھر آپ نے
فرمایا ان قبر والوں کو کون
پہچانتا ہے۔ ایک شخص

ان يُسمعكم من عذاب
القبر الذی اسمع منه ۔ ثم
اقبل علينا بوجهه فقال
تعوّذوا بالله من
عذاب النار قالوا نعوذ
بالله من عذاب النار
فقال تعوّذوا بالله من
عذاب القبر قالوا نعوذ
بالله من عذاب القبر
..... (صحیح مسلم شرح
نووی ۲۰۳/۱۷)

بولا کہ میں آپؐ نے فرمایا!
یہ قبر والے کِس حالت میں
مرے ہیں؟ کہتے ہیں کہ
انہوں نے کہا کہ شرک کی
حالت میں (مرے ہیں)۔
پھر آپؐ نے فرمایا۔ اس
اُمّت کو ان کی قبروں
میں آزمائش کی جائیگی۔
کہیں تم مُردوں کو دفن کرنا
نہ چھوڑ دو (اس ڈر سے میں
رُک گیا ہوں) ورنہ میں اللہ
سے دُعا کرتا وہ تمہیں عذابِ
قبر سنا دیتا جو میں ابھی
سُن رہا ہوں۔ پھر آپؐ نے

اپنا چہرۂ مبارک ہماری طرف
کیا۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ
سے آگ کے عذاب سے
اللہ کی پناہ طلب کیا کرو۔
صحابہ کرام نے آگ سے اللہ
کی پناہ طلب کی۔ پھر آپؐ
نے فرمایا اللہ سے عذابِ قبر
کی پناہ طلب کیا کرو (تو)
صحابہ کرام نے اللہ سے قبر کے
عذاب کی پناہ طلب کی...

اس حدیث سے بھی یہ دلیل ملتی ہے کہ مشرکین کو اسی دنیوی قبر میں عذاب ہو رہا تھا۔ تب ہی تو آپؐ کا خچر بدکا اور آپؐ گرتے گرتے بچے۔ کتنی صاف اور واضح دلیل ہے۔ لیکن عذابِ قبر کو جھٹلانا قیامت کی نشانی

ہے تو جنکو نہیں ماننا ہے وہ پھر کوئی تاویل کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیش گوئی کو عذابِ قبر کا انکار کر کے آپ کی پیش گوئی کو سچّا کر دکھائیں گے۔ یعنی قُربِ قیامت عذابِ قبر کا انکار ہو گا۔

قارئینِ کرام صحیح بخاری کی حدیث جو انکی ذہن پرستی کے خلاف ہے اس حدیث کو آدھا پیش کرتے ہیں اور آدھی حدیث بیان نہیں کرتے اور حق پوشی کرتے ہیں۔ حدیث درج ذیل ہے :۔

اطلع النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم	
علی اھل القلیب فقال	نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے
وجدتم ما وعد ربّکم	اہلِ قلیب (بدر) کو جھانک کر
حقا فقیل له تدعوا مواتًا	کہا: تم سے جو وعدہ تمہارے
فقال ما انتم باسمع منھم	رَب نے کیا تھا۔ تم نے اب
ولکن لا یجسون (فتح الباری	اُس کو سچّا پا لیا ہو گا؟ آپ سے

شرح صحیح بخاری ۳/۲۳۲) کہا گیا آپ مُردوں سے بات کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس وقت یہ لوگ جو کچھ میں ان سے کہہ رہا ہوں۔ لیکن یہ جواب نہیں دے سکتے ہیں۔ تم سے زیادہ سن رہے ہیں۔

قارئینِ کرام "بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ" "وَلٰكِنْ لَا يُجِيْبُوْنَ" حدیث کے یہ الفاظ بیان نہیں کرتے، چھپاتے ہیں، حق پوشی کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ذہن پرستی کا شکار ہیں۔ مزید برآں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ تھا جو وقتی طور پر یہ معاملہ پیش آیا اور آپ کے ساتھ ہی ختم ہو گیا۔

اسی سلسلہ کی ایک اور روایت جو حضرت انس

رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں :-

بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبلال یمشیان بالبقیع فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بلالُ ھل تسمعُ ما اسمع قال لا واللہ یارسول اللہ ما اسمعہ قال الا تسمع اھل القبور یعذبون (رواہ الحاکم فی مستدرکہ ۱/۴۰ صححہ ھو والذھبی)

اس حال میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بلال رضی اللہ عنہ (جنّت) بقیع (قبرستان) میں چلے جا رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بلال تم سُن رہے ہو جو میں سُن رہا ہوں؟ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول اللہ کی قسم نہیں، آپ نے فرمایا: خبردار تم سنتے کہ اہلِ قبور پر عذاب ہو رہا ہے۔

حضرت ابوامامہ باھلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

کہ دمشق کے قبرستان میں جنازے کو دفن کرنے کے موقع پر حدیث بیان کی اور اس حدیث میں مؤمن، کافر اور منافق کے درجات بیان کئے جو ان لوگوں کو قبر میں ملنے والے ہیں۔ یہ ایک طویل حدیث ہے۔ جس میں سورۃ نور ع۴ اور سورۃ حدید کی کچھ آیات بیان کی ہیں یعنی قبر عمل کے لحاظ سے درجات دیئے جائیں گے ..... (رواہ الحاکم فی مستدرکہ ۲/۴۰۰ صحیحہ ھو والذھبی)

جو شخص جمعہ کے دن فوت ہوا وہ قبر کے فتنہ سے بچ گیا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے :۔

قال النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نبی صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مامن مسلم یموتُ یوم الجمعۃ اولیلۃ الجمعۃ الّا وقی اللہ فتنۃ القبر (الفتح الربانی بلوغ الامانی ۶/۷) وحسنہ الحافظ السیوطی وغیرہ)	جو مسلم جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو فوت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو قبر کے فتنہ سے بچا لیتا ہے۔

اس حدیث کی دو سندیں اور ہیں :۔

حدثنا عبداللہ، حدثنی ابی ثنا سریج ثنا بقیّۃ عن معاویۃ بن سعید عن ابی قبیل عن عبداللہ ابن عمرو بن العاص قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم من مات یوم الجمعۃ وقی فتنۃ القبر (رواہ احمد ۲/۱۷۶)

حدثنا عبد اللہ، حدثنی ابی، ثنا ابراھیم بن ابی العباس، ثنا بقیّۃ حدثنی معاویۃ بن

سعید التجیبی سمعتُ ابا قبیل المصری یقول
سمعتُ عبد اللہ بن عمرو بن العاص)

(رواہ احمد ۲/۲۲۰)

قبروں کے درمیان جوتی نہ پہنے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی شبتیر رضی اللہ عنہ سے باتیں کرتے ہوئے قبرستان میں چلے جا رہے تھے کہ اچانک ایک آدمی پر نظر پڑی۔

فاذا رجل یمشی علی القبور	کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی
علیۃ نعلان فناداہ النبی	قبروں کے درمیان جُوتی پہنے
صلی اللہ علیہ وسلم یا صاحب	ہوئے چلا جا رہا ہے۔ نبی
السبتیتین اخلع نعلیك فنظر	صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو
الرجل فاذا رسول اللہ صلی اللہ	پکارا اے جُوتی والے اپنی جُوتی
علیہ وسلم فخلع الرجل نعلیہ	اُتار دے۔ اس شخص نے

فرمی بھمنا (رواہ الطبرانی فی الکبیر ۲/۴۳) (رواہ احمد ۵/۸۳) قال فی المجمع ۹/۳۹۸) ورجال احمد رجال الصحیح غیر خالد بن سمیر وھو ثقۃ ورواہ البیہقی ۴/۸۰)

دیکھا (کہ کون ہے) تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس نے اپنی جوتیاں اُتار دیں اور پھینک دیں۔

قبر میں آپ ﷺ کو نہ پہچاننا

حضرت ابُو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج فی جوف اللیل یدعو بالقبیع ومعہ ابو رافع فدعا بما شاء اللہ ثم انصرف

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانی رات کو بقیع کے مُردوں کے لئے دُعا کرنے کے لئے نکلے اور آپ کے ساتھ ابُو رافع تھے۔ پھر

مقبلا فمر علی قبر فقال
اُفٍّ اُفٍّ اُفٍّ فقال
لهٗ ابو رافع یا نبی الله
بابی انت وامی مامعك
احد غیری فمنّی افّفت؟
فقال رسول الله صلی الله
علیه وسلّم لا ولكنّی افّفتُ
من صاحب هذا القبر ا
لّذی سُئل عنّی فشكّ
فیّ (رواه الطبرانی فی الكبیر
۳۲۲/۱-۳۲۳-۳۲۷)
مجمع الزوائد ۵۳/۳ وفیه
لم اعرفه ورواه النسائی
۱۱۵/۲-۱۱۶ من طریقین

آپ نے جو اللہ نے چاہا
دعا کی۔ پھر واپس ہوئے۔
پھر ایک قبر پر سے گزرے
پھر آپ نے کہا اُف اُف
اُف۔ ابورافع رضی اللہ عنہ
نے کہا اے اللہ کے نبی
صلّی اللہ علیہ وسلّم! میرے
ماں اور باپ آپ پر قربان
ہو جائیں آپ کے ساتھ
میرے سوا اور کوئی تو نہیں
ہے۔ آپ نے افسوس مجھ
پر تو نہیں کیا؟ رسول اللہ
صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:
نہیں، اس قبر والے پر افسوس

محمد اشتیاق
امیر جماعت المسلمین
شعبان ۱۴۳۶ھ